غزل

(سعید احمد)

غزل کے ساتھ جو خط میرے نام آیا ہے اُس میں تحریر ہے "ایک تازہ غزل ارسال کرتا ہوں اس میں خطاب آپ سے ہی ہے اور آپ کو اختیار ہے چاہے برہان میں دیں یا اپنے پاس ہی رکھیں آج کل ہندوستان میں مسلمانوں کی جو حالت ہے قلب پر اُس کا بہت اثر ہے اور نظم میں گھوم پھر کر انھیں احساسات کا اظہار ہو جاتا ہے۔" قدرے تامل کے بعد رجحان کچھ یہی ہوا کہ ایڈیٹر برہان کے ان تاثرات سے ناظرین برہان کو بھی واقف ہی ہونا چاہیئے۔ (عتیق الرحمٰن عثمانی)

اب دید کا کچھ شوق نہ ارمانِ ملاقات | اب حرفِ تمنا نہیں ممنونِ کنایات
کہہ دو نہ کریں صیقلِ ابرو کی وہ تکلیف | منسوخ ہوئیں عشق کی دیرینہ روایات
اب وہ نہ کریں زحمتِ آرائشِ گیسو | اب دل نہ رہا غمزہ کا محتاجِ مدارات
کل تک تھا جسے حوصلۂ دعوتِ مژگاں | اب وہ ہے فقط منتظرِ مرگِ مفاجات
گذری ہی نہیں جیسے کوئی سر پہ قیامت | یوں لب سئے بیٹھے ہیں نہ شکوے نہ شکایات
احساس ہی باقی نہ رہا رنج و طرب کا | کیا عشق نے کی کشمکشِ غم کی مکافات
کیا خوب ملی دادِ وفا اہلِ وفا کو | کہتے ہیں "محبت بھی ہے از قسم جنایات
بجلی جو چمکتی تھی سرِ شاخِ نشیمن | روشن ہوئے سب داغِ اسیری کے نشانات
ہر چند کہ لطف و کرم عام ہے اُن کا | وہ سن نہ سکے مجھ سے کبھی میری شکایات
نسبت تجھے یکساں سہی ہر رند سے لیکن | ہم اب بھی تہی جام ہیں اے پیرِ خرابات
ڈر ڈر کے سنائی دلِ پُر غم نے کہانی | جیسے لبِ قیدی پہ کوئی حرفِ مناجات
عالم ہمہ سرمستِ مئے ساقیِ کوثر | اٹھی تھی نظر جھوم گئے ارض و سماوات
کہنے کو نیا عہد ہے آئین بھی نیا ہے | انسان ہے لیکن وہی پابستۂ طاعات
دہقاں کو میسر نہیں اب تک بھی فراغت | ہر چند زمیندار ہے زندانیٔ آفات

کہہ دے کوئی اتی[1] سے یہ جا کر کے سعید اب
آتے ہیں بہت یاد وہ دلی کے مقامات

---

[1] مولانا عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی کے نام کی تصغیر جس سے ان کے بچپن کے بے تکلف دوست بربنائے محبت انھیں یاد کرتے تھے۔